۲۳ر جنوری کو قاضی محمد اسلم گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ فلسفہ کے کچھ طلبہ کے ساتھ میکلوڈ روڈ پر علامہ کی کوٹھی پر پہنچے۔ علامہ اُن کے ساتھ پیدل ہی کالج کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے بھر گفتگو ہوتی رہی۔ طلبہ نے پھر محسوس کیا جیسے علامہ انہیں برابری کا درجہ دے رہے ہوں۔

کالج کے مینار کے مغربی جانب ایک چھوٹے لان پر تقریب منعقد ہوئی۔ انگریز پرنسپل اے ایس ہیمی اور صدر شعبہ فلسفہ پروفیسر چیٹرجی بھی موجود تھے۔ پہلے گروپ فوٹو گراف کھینچا گیا۔ چائے کے لیے لورینگز (Lorangs) کی خدمات حاصل کی گئیں۔ دعوتوں کا انتظام کرنے کی ایک اچھی کمپنی سمجھی جاتی تھی۔ کالج کی طرف سے قاضی اسلم نے ایک ہلکی پھلکی تقریر کی۔ ایک طالب علم اُر گا سین، کالج میگزین میں روئیداد شائع کرنے کے لیے تقریب کے نوٹ لے رہا تھا۔

قاضی اسلم کی تقریر کے بعد علامہ نے تقریر کی۔ قاضی نے محسوس کیا جیسے اُسی گفتگو کا تسلسل ہو جو چند روز قبل کوٹھی پر ملاقات کے دوران ہوئی تھی۔ کالج کے راستے میں بھی ہوئی ہوگی۔ برسوں بعد قاضی نے اپنی یادداشت اور بعض اشاروں کی مدد سے تقریر کا بنیادی مفہوم مرتب کرنے کی کوشش کی۔ علامہ کی تقریر اور قاضی کی تلخیص انگریزی میں تھیں۔ مفہوم کچھ یوں ہے:

فلسفے میں میری دلچسپی پچھلے کئی برسوں سے زمان (time) اور مکان (space) کے مسئلے پر مرکوز ہے۔ ہماری زمین اور اس کے گرد جو کچھ بھی ہے وہ مکان میں ہے۔ زمین خود بھی مکان ہے اور مکان میں حرکت کرتی ہے مگر وجود زمان میں رکھتی ہے۔ ہم میں سے زیادہ تر لوگ شاید یہی کہیں گے لیکن زمان اور مکان ہمیں عام زندگی میں جس طرح دکھائی دیتے ہیں، ایک فلسفی یا سائینسدان ان کے لیے ویسے نہیں ہوتے۔ زمان و مکان کے بارے میں ہمارا روزمرہ کا تجربہ محض نظر کا دھوکہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہیگل کے زمانے سے فلسفی یہی کہتے آ رہے ہیں۔ لیکن زمان و مکان حقیقت میں کیا ہیں، ہم یہ معلوم کرنے کے وسائل نہیں رکھتے۔ چونکہ یہ کسی کو معلوم نہیں اس لیے یہ مسئلہ بھی

پیدا ہوتا ہے کہ زمان و مکان خدا کی نظر میں کیا ہیں۔ یہ مسائل مذہبی مفکرین کے لیے بھی اہم ہیں اور اُنہوں نے اس پر غور و فکر بھی کیا ہے۔ مسلمانوں کے صحیفے قرآن شریف میں وقت کی اہمیت کے بارے میں اشارے ملتے ہیں۔ نیز یہ کہ انسان کا وقت خدا کے وقت سے مختلف ہے۔ اسی طرح خدا کا لا محدود علم ہے جو کسی جہت کا پابند نہیں ہے۔ اس میں ماضی اور مستقبل نہیں، سوائے بعض اشاروں کے جنہیں بڑی احتیاط کے ساتھ متعین کرنے کی ضرورت ہے ورنہ بنیادی طور پر خدا کے علم میں ماضی، حال اور مستقبل کی تفریق نہیں ہے۔

مسلم صوفی شعرا اور فلسفیوں نے اس موضوع میں کشش محسوس کی اور اُن کی بعض معروضات حیرت انگیز طور پر جدید معلوم ہوتی ہیں۔ جدید دور میں جرمن پروفیسر البرٹ آئن اسٹائن اُن کے متوازی دکھائی دیتا ہے۔ ریاضی کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ ہمارے زمان و مکان صرف حوادث ہیں۔ حادثاتی اعتبار سے وہ اہم ہو سکتے ہیں مگر وہ اصلی نہیں ہیں۔ اپنے طور پر وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ وہ ایک زیادہ اصلی حقیقت کے آثار ہیں جنہیں روایتی انداز سے کافی مختلف طور پر بیان کرنا چاہئیے۔

آئن اسٹائن کے افکار فی الحال صرف ریاضی دانوں تک محدود ہیں۔ میں بھی اس موضوع پر ریاضی کے پروفیسروں سے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ وہ ایک عام شخص کے لیے آئن اسٹائن کے افکار کی افادیت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمیں بتاتے ہیں کہ ریاضی کی زبان میں آئن اسٹائن کی بات بڑی معقول معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال میں ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن آئن اسٹائن ایک عام شخص اور ایک فلسفی کی سمجھ میں بھی آنا چاہئیے۔

اس میں شاید کچھ وقت لگے۔ میں آئن اسٹائن کے ریاضی کے کارناموں کی تشریحات پڑھتا رہا ہوں۔ سب نے انہیں حیرت انگیز قرار دیا ہے۔ اصل میں کیا بات حیرت انگیز ہے، یہ بتانا پھر بھی مشکل ہے۔ یہ موضوع جسے اضافیت کہتے ہیں، اس پر میرا اپنا مطالعہ گزشتہ کئی برسوں پر پھیلا ہوا ہے۔ میری دلچسپی بڑھتی ہی گئی ہے۔ اس لیے کہ یہ

موضوع اسلام، قرآن شریف اور صوفیائے اسلام کو جدید طبعیات اور ریاضی سے قریب لے آتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ ان دونوں دھاروں کو نمایاں کروں اور انہیں ساتھ رکھ کر دکھاؤں کہ یہ کتنے اہم اور ایک دوسرے سے کتنے ملتے جلتے ہیں۔

عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا ٹھوس اشیأ پر مشتمل ہے اور وقت کے دھارے میں بہہ رہی ہے۔ گویا مکان اور ٹھوس اشیأ کی دنیا پر سے وقت گزر رہا ہے۔ اِس سمجھ کو بدلنا ہو گا۔ زمان اور مکان واقعات کے اشارے ہیں۔ دنیا واقعات کی بنی ہوئی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی واقعہ زمان و مکان کے حوالے سے یعنی کچھ حد تک وقت اور کچھ حد تک مقام کے تعین سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بیک وقت پورے زمان اور پورے مکان کے حوالے سے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم پھر بھی زمان اور مکان کی بات کر سکتے ہیں۔ البتہ مکان کی منجمد حیثیت ختم کرنی ہو گی۔ بہر حال یہ کہنا مشکل ہے کہ اصل میں کیا زیادہ اہم ہے، زمان یا مکان؟ شاید زمان۔

اُمید ہے کہ آپ سے ملاقات کا ایک اور موقع ملے گا۔ مجھے اپنے خیالات پر مزید غور کرنے کی مہلت درکار ہے۔ مزید تبادلہ ٔخیال کی ضرورت بھی ہے۔ اُس کے بعد شاید میں زیادہ بہتر طور پر واضح کر سکوں کہ کس طرح صوفی مذہب یا کم سے کم بعض صوفی مفکرین اور جدید سائنس ایک دوسرے سے قریب آرہے ہیں۔ دونوں ایک ہی بات ظاہر کرنے کی کوشش میں ہیں۔ نتیجہ سب کے لیے دلچسپی رکھتا ہے، مذہب کے طلبہ کے لیے بھی اور سائنس کے طلبہ کے لیے بھی۔

قاضی اسلم کا بیان ہے کہ علامہ کی تقریر نے ایک سماں باندھ دیا۔ اس کے بعد ایک طالب علم کاظم حسین نے علامہ کی منظومات گائیں۔ علامہ نے بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ سنا